اسلامی تجارت

از: مفتی تنظیم عالم قاسمی
استاذ حدیث دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد

عقائد وعبادت کی طرح معاملات بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے، جس طرح عقائد اور عبادات کے بارے میں جزئیات واحکام بیان کیے گئے ہیں، اسی طرح شریعت اسلامی نے معاملات کی تفصیلات بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، حلال وحرام، مکروہ اور غیر مکروہ، جائز اور طیب مال کے مکمل احکام قرآن وحدیث میں موجود ہیں اور شریعت کی دیگر جزئیات کی طرح اس میں بھی مکمل رہنمائی کی گئی ہے، جو لوگ نماز اور روزہ کا اہتمام کرتے ہیں؛ مگر صفائی معاملات اور جائز وناجائز کی فکر نہیں کرتے، وہ کبھی اللہ کے مقرب نہیں ہوسکتے؛ اس لیے ان کا عمل شریعت پر ناقص ہے، افسوس ہے کہ عرصۂ دراز سے مسلمانوں کے درمیان معاملات سے متعلق جو شرعی احکام ہیں ان کی اہمیت دلوں سے مٹ گئی ہے اور دین صرف عقائد وعبادات کا نام سمجھا جانے لگا، حلال وحرام کی فکر رفتہ رفتہ ختم ہوگئی ہے اور دن بہ دن اس سے غفلت بڑھتی جارہی ہے، جس کے سبب مسلمان اقتصادیات میں پیچھے ہیں اور خاطر خواہ معاشیات میں انھیں ترقی نہیں مل رہی ہے۔

تجارت کسب معاش کا بہترین طریقہ ہے، اسے اگر جائز اور شرعی اصول کے مطابق انجام دیا جائے تو دنیوی اعتبار سے یہ تجارت نفع بخش ہوگی اور اخروی اعتبار سے بھی یہ بڑے اونچے مقام اور انتہائی اجر وثواب کا موجب ہوگی، تجارت اگرچہ دنیا کے حصول اور مالی منفعت کے لیے کی جاتی ہے، تاہم یہ خدا کا فضل ہے کہ زاویۂ نگاہ اگر تھوڑا سا تبدیل کردیا جائے اور تجارت کرنے والے یہ سوچ لیں کہ خدا کا حکم ہے، حلال روزی کی تلاش اور حلال پیسوں کے ذریعے اولاد کی پرورش، بیوی اور والدین کی ضروریات کی تکمیل؛ اس لیے ماتحتوں کے حقوق ادا کرنے اور غریب ونادار افراد کی مدد کرنے کے لیے یہ کاروبار کررہے ہیں اور پھر وہ کاروبار بھی اسلامی اصول کی روشنی میں کیا جائے تو ایسی تجارت کی بڑی فضیلت آئی ہے اور ایسے افراد کو انبیاء وصلحاء کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے، ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

” التاجر الصدوق الأمين مع النبين والصديقين والشهداء “ (سنن الترمذي، حديث نمبر: ١٢٥٢)

”جوتاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانت کو اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا“

ایک درسری روایت میں ہے:

”التجار يحشرون يوم القيامة فجارًا إلّا من اتقى وَبَرَّ وصدق “ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر: ٤٥٤٠)

”تجار قیامت کے دن فاسق وفاجر بنا کر اٹھائے جائیں گے؛ مگر جولوگ تقوی وسچائی اور اچھی طرح سے معاملہ کرے گا وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے“

ان دونوں احادیث میں تجارت پیشہ افراد کی بظاہر دو حالتیں بیان کی گئی ہیں: ایک میں ان کی مدح بیان کی گئی ہے تو دوسری میں اس کی مذمت، یہ دراصل تاجر کے الگ الگ قسموں کا بیان ہے، جوتاجر نیک نیت اور صالح ہو، تجارت سے کسبِ حلال کا ارادہ کرتا ہو، ایسے لوگوں کا حشر بھی اچھا ہوگا اور وہ اپنی نیک نیتی اور صالحیت کی بنیاد پر قیامت کے دن اونچے مقام کے حامل ہوں گے اور جولوگ تجارت اسلامی اصول سے ہٹ کر انجام دیتے ہیں، حلال وحرام کی تمیز کے بغیر صرف دولت جمع کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے، فریب دے کر، جھوٹ بول کر، دغا دے کر، دوسروں کی جیب پر ڈاکہ ڈال کر، بس ایسے تجارت پیشہ افراد کو آپ ﷺ نے فاسق وفاجر کہا اور ان کا حشر بھی قیامت کے دن بُرے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

اس لیے اہل علم اور فقہاء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں کامیاب اور نفع بخش تجارت کے لیے چند اصول بیان کیے ہیں، جن کی روشنی میں تجارت کی جائے تو دنیا میں بھی نفع ہوگا اور آخرت کے اعتبار سے بھی یہ تجارت بے انتہاء اجروثواب کا باعث ہوگی، یعنی ان کی یہ تجارت دین کی سرگرمیوں میں شامل ہوجائے گی، ایک تاجر کو چاہیے کہ تجارت کرتے ہوئے ضرور ان اصولوں کو پیش نظر رکھیں، افادۂ عام کے لیے نمبروار ذیل کی سطروں میں ان اصول وضوابط کو لکھا جارہا ہے:

(۱) کاروبار کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ سچائی اختیار کیجیے؛ جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھاکر جولوگ اپنی تجارت کو فروغ دیتے ہیں، وقتی طور پر اگرچہ نفع معلوم ہوتا ہے؛ مگر درحقیقت ایسی کمائی اور ایسی تجارت سے برکت اٹھالی جاتی ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كتما و كذبا محقت بركة بيعهما“

(صحیح بخاری حدیث نمبر : ۱۹۳۷)

''خرید نے اور بیچنے والے اگر سچائی سے کام لیں اور معاملے کو واضح کر دیں تو ان کی خرید وفروخت میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے کاروبار سے برکت اٹھالی جاتی ہے''

ایک دوسری روایت میں ہے:

''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے بات کرے گا، نہ اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھے گا اور نہ اس کو پاک صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا (اس میں سے ایک) جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۰۶)

اور آپ ﷺ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا:

''اپنا مال بیچنے کے لیے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو! یہ چیز وقتی طور پر تو فروغ کی معلوم ہوتی ہے؛ لیکن آخر کار کاروبار سے برکت ختم ہو جاتی ہے'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۲۱۰)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سودا بیچنے والوں کو جھوٹی قسمیں کھانے اور جھوٹ بولنے سے مکمل طور پر احتیاط کرنا چاہیے، جھوٹ کا سہارا لینا خریدار کو دھوکہ دینا اور دھوکہ دہی بڑے گناہ اور فسادِ عظیم کا باعث ہے جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔

(۲) مال کا عیب چھپانے اور خریدار کو فریب دینے سے پرہیز کیجیے، بسا اوقات مال بیچنے والے نقلی مال اصلی بتا کر بیچتے ہیں اور کبھی مال کے عیوب کو چھپا لیتے ہیں، اس طرح مال فروخت کرنے پر وہ اپنے آپ کو ہوشیار، چالاک اور بہت عقلمند تصور کرتے ہیں، یاد رکھیے! یہ عقلمندی نہیں، انتہائی گھاٹے کا سودا ہے، یہ لوگ دنیا وآخرت دونوں جگہ خسارے میں رہیں گے۔

''ایک بار رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی، آپ ﷺ نے غلے والے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ دوکان دار نے کہا: یا رسول اللہ! اس ڈھیر پر بارش ہوگئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو شخص دھوکہ دے، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۹۵)

شریعت کے رو سے تجارت کا اہم اصول یہ ہے کہ مال کا کوئی عیب نہ چھپایا جائے، صاف

صاف تمام چیزیں بیان کردی جائیں، ایسے ہی کاروبا میں غیب سے برکت نازل ہوتی ہے اور وہ کاروبار فروغ پاتا ہے۔

(۳) کاروبار میں ہمیشہ دیانت وامانت اختیار کیجیے، مال اچھا ہے تو اچھا بتائے اورخراب ہے تو اس کی بھی وضاحت کردیجیے، کبھی کسی کوخراب مال دے کر یا مجبوری کے وقت عرف وعادت سے زیادہ نفع لے کر اپنی حلال کمائی کوحرام نہ بنائے، حرام رزق ساری برائیوں کی جڑ ہے؛ اس لیے تھوڑا کمائے، مگر حلال اور طیب مال حاصل کرنے کی کوشش کیجیے، سچے اور امانتدار تاجرین کی حدیث میں بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

(۴) ناپ تول میں کمی نہ کیجیے، تجارتی معاملات میں یا عام لین دین حق دار کو اس کے حق سے کم دینا ہلاکت اورخسارہ کا باعث ہے، قرآن نے خاص طور پر اس سے دور رہنے کی ہداہت دی ہے، اور ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو اللہ کے غضب سے بچنے کی تلقین کی:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ o الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ o وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ o أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ o لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ o يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (المطففین: ۱ - ٦)

"تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں پورا پورا لیتے ہیں، جب ان کو ناب کر یا تول کر دیتے ہیں تو انھیں کم دیتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں، اس دن کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"

اپنا حق کسی کے ذمہ ہو تو اسے حق سے زیادہ وصول کرنا اور دوسروں کا حق اپنے اوپر ہو تو حق سے کم دینا، یہ عام ذہن اور عام سوچ ہے؛ مگر یہ سوچ اور یہ طریقۂ کار درست نہیں ہے، یہ طریقہ اور انداز غیر شرعی اور ناپسندیدہ ہے، ایسے افراد کے لیے خدا نے تباہی اور ہلاکت کی دھمکی ہے، ظاہر ہے، جس کام پر اللہ تعالی ہلاکت کی دھمکی دے اس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہوسکتا ہے، وہ ہر اعتبا سے بُرا اور قابل نفرت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو کم تولنے کے بجائے جھکتا تولنے کی نصیحت فرمائی ہے:

" زِن وَرجح " (ترمذی،، حدیث نمبر: ۱۳۵۳)

"جب تم وزن کیا کرو تو زیادہ کرو"

دوسر موقع پر فرمایا:

"إذا وزنتم فأرجحوا" (ابن ماجه، حديث نمبر: ۲۳۰۷)

''جب تم وزن کرو تو زیادہ کرو''

(۵) تجارت کرنے کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کاروبار میں ڈوب کر خدا سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے، ایسے کاروبا میں کبھی اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوسکتی، تجارت یقیناً اچھی چیز ہے؛ مگر اس کے حدود میں رہتے ہوے یہ کیا جائے، ضرورت سے زیادہ اس میں مشغولیت ہلاکت اور موجبِ خسارہ ہے؛ اس لیے علماء ور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب کبھی ایسا موقع آئے کہ ایک طرف معاشی تقاضے ہوں اور درسری طرف دینی تقاضے تو ایک مؤمن کو چاہیے کہ معاشی تقاضے کو چھوڑ کر دینی تقاضے کی طرف دوڑ پڑے، اگر ایسا کیا تو دنیوی واخروی دونوں اعتبار سے وہ کامیاب ہوگا۔

اسی طرح تجارت پیشہ افراد کو چاہیے کہ ہاتھ پاؤں کاروبار میں مشغول رکھیں اور اپنے دل و دماغ کو خدا کی یاد میں بسائے رکھیں، ان کی توجہ ہر آن خدا کی طرف لگی ہوئی ہو، جب کبھی اذان ہو فوری طور پر مسجد کی طرف دوڑ پڑیں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے خدا کی حمد وثنا اور عظمت و کبریائی کے کلمات زبان سے نکل رہے ہوں۔

معاش کی اہمیت مؤمن کو اس دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ یہی سب سے بڑی چیز ہے اور یہی زندگی کا اصل مسئلہ ہے؛ بلکہ وہ خدا کی رحمت اور اس کے اخروی انعام کو ہی اصل اور سب سے بڑی چیز سمجھیں اور کسی بھی حال میں دنیا سے لو نہ لگائیں۔

حضراتِ صحابہؓ تجارت کرتے مگر جب بھی اللہ کا حق سامنے ہوتا وہ تجارت کو چھوڑ کر اس کی ادائیگی میں مشغول ہوجاتے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"كان القوم يتبايعون ويتجرون ولكنهم إذا نابهم حق من حقوق الله لم تلههم تجارة ولا بيع عن ذكر الله حتى يؤدوه إلى الله" (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب التجارة في البر)

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خرید وفروخت کرتے، تجارت کرتے تھے؛ لیکن جب انھیں اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق پیش آتا تو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے نہ روک سکتی، تا آں کہ وہ اللہ کے حق کو ادا کردیتے''

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی ہمارے لیے قابلِ تقلید ہے، جن کی رسولِ اکرم ﷺ نے خاص تربیت فرمائی تھی، ان میں ایمان اتنا راسخ تھا کہ ایمانی تقاضوں پر کسی شئ کا غلبہ نہیں ہوسکتا تھا، وہ

وہی کرتے جس کا مطالبہ ایمان کی جانب سے ہوتا، دنیا اور دنیا کی خواہشات نے کبھی ان کے دل و دماغ کو آلودہ نہیں کیا، یقیناً ہمارے لیے ان کی زندگی میں ہزار عبرتیں پوشیدہ ہیں۔

(۷) اپنے مال میں غریبوں کا حق تسلیم کیجیے، اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو مکمل حساب و کتاب کر کے زکوۃ نکالیے اور صاحبِ نصاب نہیں ہیں تو بھی فقراء ومساکین کو خدا کے نام پر کچھ نہ کچھ دیتے رہیے، صدقہ وخیرات کی عادت ڈالیے، کسی سائل کو اپنے در سے محروم نہ کیجیے اور نہ اسے ڈانٹیے اور بُرا بھلا کہیے، کیا معلوم اللہ تعالیٰ کب کس کی زبان سے نکلی ہوئی بات قبول کرلے، وہ شخص خوش ہوگا تو اس کی زبان سے دعائیں نکلیں گی اور نہ دینے پر ناراض ہوگا اور وہ بددعا کرے گا؛ اس لیے بہتر ہے کہ در پر آنے والا جیسا بھی ہو اسے خالی واپس نہ کریں، اسی طرح دینی اداروں اور ملی کاموں میں بھی مالی تعاون کے ذریعہ حصہ لے کر اپنی اجتماعی حوصلہ مندی اور دین کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا ثبوت دیجیے۔

(۸) خریداروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ کیجیے، اچھے اخلاق، اچھی زبان اور میٹھے الفاظ کے ذریعہ خریداروں کو اعتماد میں لیا جاسکتا ہے، ان کا اعتماد جب آپ پر ہوجائے گا تو دوسری دکانوں کے بجائے وہ آپ کے پاس ہی آئیں گے، ایسے وقت کاروبار کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کریں، کم سے کم نفع پر مال دے کر اچھے اخلاق کا ثبوت دیں، ان کو کبھی دھوکہ نہ دیں، اگر کبھی وہ آپ سے ادھار مانگیں تو اپنی گنجائش کے مطابق انھیں مایوس نہ کیجیے اور ادھار دینے کے بعد مطالبہ کے وقت سخت لب ولہجہ استعمال نہ کیجیے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”رحم الله رجلا سمحا إذا باع وإذا اشترى وإذا اقتضى“ (صحيح البخاري، حديث نمبر: ٢٠٧٦)

”خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے“

ایک موقع پر یہ بھی فرمایا:

”من سره أن ينجيه الله من كرب يوم القيامة فلينفس عن معسر أو يضع عنه“ (صحيح مسلم حديث نمبر: ٤٠٨٣)

”جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ خدا اس کو روزِ قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے، یعنی معاف کردے“

کسی نے اگر قرض لیا ہو، اس سے بھی نرم گفتگو اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، کیا معلوم کہ وہ کس پریشانی اور تکلیف میں ہے، اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم دوسروں کو قرض دے رہے ہیں، ورنہ ہمیں بھی وہ محتاج بنا سکتا تھا۔

(۹) حرام اشیاء کی تجارت نہ کیجیے، جو اشیاء اسلام نے حرام قرار دی ہیں، ان کو مال تجارت بنانا یا ان کی خرید وفروخت کرنا بھی حرام ہے، جیسے شراب، افیوں، ہیروئن وغیرہ ...... اسی طرح لاٹری، سٹہ بازی، قُحبہ گری، سودی لین دین، اخلاق سوز فلمیں اور آڈیو ویڈیو کیسٹس، آلات موسیقی، گانے بجانے کے اسکول یا اکیڈمیاں، اخلاق سوز ناول، فحش لٹریچر اور رسالے وغیرہ اس ممانعت میں شامل ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”إن اللّٰه ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام“ (صحيح البخاري حديث نمبر: ٢٢٣٦)

”اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے“

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

”إن اللّٰه إذا حرم شيئا حرم ثمنه“ (صحيح ابن حبان، حديث نمبر: ٤٩٣٨)

”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے، اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے“

مذکورہ حدیث میں اگرچہ بعض چیزوں کا تذکرہ ہے؛ مگر جتنے ناجائز امور ہیں، ان سب کا یہی حکم ہوگا، مسلمانوں کو چاہیے کہ حرام اور ناجائز چیزوں کو بیع کا مال نہ بنائیں، اس میں گناہ اور عصیان پر تعاون لازم آئے گا، جو بجائے خود غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

(۱۰) دکان کو وقت پر کھولیے، کوشش کیجیے کہ صبح کی اولین ساعتوں میں کاروبار کا آغاز کیا جائے؛ اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ نے صبح کے وقت کیے جانے والے کاموں میں برکت کی دعا فرمائی ہے، خود رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی آپ ﷺ چھوٹا دستہ یا بڑا لشکر روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی وقت روانہ فرماتے، روایت میں ہے:

”حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے، جب وہ اپنے آدمیوں کو تجارت کے لیے روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے تھے، جس کی وجہ سے وہ صاحبِ ثروت ہوے اور ان کے پاس مال کی کثرت وفراوانی ہوگئی“

آج مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ صبح سویرے ہی سے تجارت وغیرہ کا آغاز کریں، اس طرح

سنت پر عمل ہوگا اور برکت کا ذریعہ بھی، ہندوستان یا وہ ممالک جہاں اس کا رواج نہیں ہے، ان جگہوں میں صبح دکان کھولنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، تاہم سنتوں پر عمل کا اور غیب سے سامان فروخت ہونے کا انتظام ہوگا اور اگر تمام مسلمان مل کر اس پر عمل شروع کردیں تو خود بخود صبح کاروبار شروع ہونے کا ماحول بن جائے گا، یا ایسی جگہ جہاں تجارت یا کوئی بھی عمل صبح کی اولین ساعت میں شروع کیا جاسکتا ہے، وہاں اس حدیث پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔

اب تک جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ان کا تعلق دنیوی تجارت سے تھا، ایک مسلمان کو دنیوی تجارت اور کاروبار سے زیادہ آخرت کی اس تجارت کی طرف توجہ دینی چاہیے جس کا نفع ابدی اور لازوالی ہے، جس پر کبھی فنائیت طاری نہیں ہوگی، جس کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے اور اس کے ذریعہ جہنم کے دردناک عذاب سے نجات پانے کی تلقین کی ہے:

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا هَلْ أَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِیْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِکُمْ وَأَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الصف: ۱۰ - ۱۱)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچائے؟ ایمان لاؤ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو“

اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ دنیوی تجارت بھی اسلامی اصول وضوابط کے مطابق انجام دیں! اس لیے کہ ایمان والے اسلامی اصول کے پابند ہیں، اگر تجارت قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائے گئے اصول کے مطابق انجام دیں تو یہ اسلامی تجارت کہلائے گی اور دنیوی سرگرمیاں بھی فکر آخرت کی دائرے میں شامل ہوجائیں گی، آج ہم اپنے کاروبار کا جائزہ لیں، کیا ہماری تجارت، دکانیں اور اقتصادی سرگرمیاں بتائے گئے اصول کے مطابق ہیں؟ آج ہر آدمی کی خواہش مال و دولت جمع کرنا ہے، خواہ وہ حلال راستے سے ہو یا حرام طریقے پر، جس کے سبب مسلمان گھروں سے روحانیت ختم ہوگئی ہے، مال کی کثرت کے باوجود زندگی اور عمل میں خیر و برکت نہیں، حقیقی سکون اور قلبی طمانینت سے ہم محروم ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ روح کو بالیدگی اور قلب کو سکون ملے، پُرلطف زندگی آپ کو پیاری ہے تو اسلامی تجارت کو اپنایئے اور اسی کے ساتھ اس تجارت کو کبھی ذہنوں سے اوجھل نہ ہونے دیجیے جو جہنم کی جھلسادینے والی آگ سے نجات دلانے والی ہے کہ یہی کامیابی حقیقی کامیابی اور لازوال عیش ہے۔